فتح الباری شرح صحیح بخاری

مولانا نورالبشر صاحب، استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

"وہ کتابیں اپنے آباء کی......" کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع و مصادر اور ماخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جائے گا، اس مرتبہ صحیح بخاری کی شہرۂ آفاق شرح "فتح الباری" کا تعارف نذر قارئین ہے: (مدیر)

امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس دیدہ وری اور عرق ریزی سے حضور اکرم ﷺ کی صحیح احادیث کا انتخاب فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہی سے ممکن ہو سکا، کیوں نہ ہو جب کہ امام بخاریؒ نے...... جو امیر المؤمنین فی الحدیث اور اعلم الناس فی زمانہ بعلل الحدیث ورجالہ تھے...... ان احادیث کے انتخاب کے واسطے پورے عرصۂ تصنیف میں...... جو سولہ سالوں پر محیط ہے...... روزوں کا اہتمام کیا، وہ بھی اس شان سے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو، پھر اس پر مستزاد یہ کہ ہر ترجمۃ الباب اور حدیث کے انتخاب پر دو رکعت نفل کی ادائیگی اور استخارہ کا التزام بھی کیا، ان تمام امور کے جمع ہونے سے کتاب کے اندر کتنی روحانیت اور برکتوں کا نزول ہوگا اور کتاب کی ثقاہت اور پختگی میں کس قدر اضافہ ہوگا اس کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں۔

اللہ عزوجل نے صحیح بخاری شریف کو جو مقبولیتِ عامہ عطا فرمائی اس کے پیشِ نظر علمائے امت نے اس کے مخفی علوم کو ظاہر کرنے، اس کے رازہائے سربستہ کو وا کرنے اور اس کے تراجم ابواب کے تحت جن فقہی مسائل و احکام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کو واضح کرنے کے لیے بیش بہا خدمات انجام دیں اور بڑی کاوشیں کیں، لیکن بقول علامہ ابن خلدونؒ امت پر صحیح بخاری کی شرح کا دین برقرار ہی رہا، اس دین کی ادائیگی کا اعزاز۔ بقول علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ روحہ۔ اللہ تعالیٰ نے علامہ عینی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ کو مجموعی طور پر عطا فرمایا ہے۔

ذیل میں ہم حافظ الدنیا، قاضی القضاۃ شیخ الاسلام امام ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی المعروف بالحافظ ابن حجر العسقلانیؒ کی عظیم شرح "فتح الباری" کا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حافظؒ 773ھ میں پیدا ہوئے اور 852ھ میں ان کا انتقال ہوا، بچپن ہی میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا، پانچ سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوئے، مختلف علوم و فنون کو حاصل کرنے کے بعد حدیث کی طلب میں جو لگے تو اسی کو زندگی بھر کے لیے اوڑھنا بچھونا بنالیا۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث میں بہت سے حضرات سے استفادہ کیا، خاص طور پر حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 806ھ سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا، حافظ عراقی کے انتقال کے وقت جب ان سے ان کے جانشین کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے جانشین ابن حجر ہوں گے، پھر میرے بیٹے ابو زرعہ، اور پھر ہیثمی۔

اللہ عزوجل نے ان کو حافظہ بھی غضب کا عطا فرمایا تھا، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن حجر کو بیس ہزار سے زائد حدیثیں یاد تھیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے طلبِ حدیث کا شوق و ذوق، علماء و شیوخ حدیث سے مشافہۃً تحصیل و اخذِ علم کی توفیق، جرح و تعدیل اور رواۃ و طبقاتِ رواۃ کی معرفتِ تامہ، صحیح و سقیم احادیث کی پہچان، بیشتر متون و اسانید کا استحضار اور بے مثال حافظہ جو عطا فرمایا ان کی برکت سے وہ بجا طور پر علی الاطلاق "حافظ" کہلانے کے مستحق بنے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی یوں تو بیسیوں کتابیں ہیں تاہم ان تصانیف میں "فتح الباری" کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور تصنیف کو حاصل نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی خدمت کے سلسلے میں سب سے پہلے "تغلیق التعلیق" کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جس میں صحیح بخاری کی تمام روایاتِ معلقہ کو ائمۂ مصنفین حدیث کے واسطے سے موصولاً نقل کیا اور ان مصنفین تک اپنی متصل سند بھی ذکر کی ہے، یہ کتاب پانچ جلدوں میں مطبوعہ ہے جن میں ایک مکمل جلد محقق کے مقدمے پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی تصنیف سے فراغت کے بعد انہوں نے "ھدی الساری" کے نام سے "مقدمہ" تحریر فرمایا جس سے 813ھ میں فراغت ہوئی، اس کے بعد شرح یعنی "فتح الباری" کی تصنیف شروع ہوئی، 842ھ میں جاکر یہ عظیم شرح پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً صحیح بخاری کی بہت ہی مبسوط شرح شروع کی تھی، لیکن پھر خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اتنی طویل شرح کی تکمیل کے راستے میں کوئی مانع پیش آجائے، چنانچہ اس خیال کے بعد شرح کو متوسط انداز سے لکھنا شروع کیا تاآنکہ یہ عظیم الشان شرح مقدمہ کے علاوہ تیرہ ضخیم جلدوں میں مکمل ہوئی۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال میں اس شرح کا چوتھائی کام کر چکا تھا کہ مجھ سے بعض طلبہ ملے اور انہوں نے اس شرح کی نقل کی خواہش ظاہر کی، چنانچہ میں ایک جزء لکھتا، وہ طلبہ اس کو نقل کر لیتے، پھر ان میں سے ایک پڑھتا، باقی سب اپنے اپنے نسخوں کی تصحیح اور مقابلہ کرتے، اس طرح یہ شرح جب مکمل ہوئی تو ساتھ ساتھ اس کا "مقابلہ" اور اس کی تصحیح بھی ہو چکی تھی، اس عمل سے کام کی رفتار پر اگرچہ اثر پڑا لیکن تصحیح کی مصلحت غالب رہی جو بحمد اللہ پوری ہو کر رہی۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جب ایک جزء لکھ لیتے تو طلبہ کی ایک جماعت، جو درحقیقت بڑے بڑے ائمہ پر مشتمل تھی، اسے نقل کرتی اور ہفتے میں ایک دن اس کی مجلس ہوتی جس میں اصل کے ساتھ "مقابلہ" کیا جاتا اور اس پر بھرپور مناقشہ ہوتا، اس مجلس کے قاری حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید علامہ برہان بن خضر ہوتے تھے۔

اس طرح اصل کتاب تو 842ھ میں مکمل ہوئی، البتہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ اپنے انتقال کے وقت تک اس میں اضافہ و ترمیم کرتے رہے، اس طرح گویا اس کتاب کی تکمیل ان کی وفات کے قریب قریب ہوئی۔

حافظ الدنیا شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح "فتح الباری" کی تمام خصوصیات کا احاطہ تو مستقل علمی خدمت اور ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے، البتہ یہاں ہم نہایت اجمال کے ساتھ چند خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں جن امور کا التزام کیا ہے وہ درج ذیل ہیں :۔

(1) سب سے پہلے ترجمۃ الباب اور حدیث ذکر کرتے ہیں، پھر اگر دونوں میں ارتباط و مناسبت خفی ہو تو اس کو واضح کرتے ہیں، تراجم ابواب کے مقاصد کو خوب اجاگر کرتے ہیں، کبھی اس بیانِ مناسبت کو شروع کے بجائے دوسرے مقامات پر بھی ذکر کرتے ہیں۔

(2) پھر حدیثِ مبحوث عنہ کے متن اور سند سے متعلق فوائد کا اس طرح استخراج کرتے ہیں کہ اگر وہ حدیث مختصر ہے تو مطول حدیث اور الفاظِ زائدہ کی نشان دہی کرتے ہیں، کہیں کوئی بات غامض ہو تو اس کو واضح کرتے ہیں، کسی مدلس کا واسطہ آجائے تو اس کے "سماع" کی تصریح نقل کرتے ہیں، اسی طرح اگر کسی راوی نے ایسے شیخ سے روایت کیا ہو جو مختلط ہو گیا ہو تو اس بات کی تحقیق کرتے ہیں کہ آیا یہ روایت اختلاط سے قبل کی ہے یا بعد کی۔

اس قسم کے مباحث میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عبقریت علی الوجہ الاتم ظاہر ہوئی، کیونکہ سینکڑوں امہاتِ کتب مثلاً مسانید، معاجم، جوامع، مستخرجات، فوائد اور اجزاء وغیرہ سے ان فرائد کو نکالنا ایک زبردست وسیع المطالعہ اور قوی الذاکرہ حافظ ہی کے بس کا کام تھا۔

پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں "صحیح" یا کم از کم "حسن" کا التزام کیا ہے، ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہونے کی صورت میں اس کے ضعف وغیرہ کی تصریح عام طور پر کر دیتے ہیں۔

(3) رجالِ حدیث کے مشکل الضبط اور متشابہ الشکل اسماء کو ضبط کرتے ہیں، حسب ضرورت گاہے گاہے ان راویوں کے مخصوص اوصاف کو نقل کرتے ہیں۔

(4) کلماتِ غریبہ کے لغوی معانی کی بھرپور تحقیق کرتے ہیں، اسی طرح معانی و بیان کے نکات و وجوہ کو واضح کرتے ہیں۔

(5) سابق ائمۂ محدثین اور شارحین نے متعلقہ حدیث سے جو فوائد و احکام اور آداب مستنبط کیے ان میں مجتہدانہ تحرّی کے راجح اقوال کو ذکر کرتے ہیں۔

(6) ائمۂ مذاہب کے فقہی اجتہادات و آراء کو تحقیق و تدقیق کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور ان کے دلائل کا تجزیہ کرتے ہیں۔

(7) احادیث میں اگر ظاہری طور پر تعارض ہو تو جمع و تطبیق سے کام لیتے یا ترجیح دیتے ہیں، ناسخ کیا ہے اور منسوخ کیا؟ عام کون سی حدیث ہے اور خاص کون سی؟ اسی طرح ظاہر و مؤول، مجمل و مبیّن اور مطلق و مقید کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(8) شرح حدیث کے دوران اصول فقہ اور اصولِ حدیث کے قواعد جابجا تحریر کرتے ہیں جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔

(9) امام دارقطنی کے علاوہ بعض دیگر علماء نے صحیح بخاری کی بعض احادیث پر کلام کیا ہے، حافظ رحمۃ اللہ علیہ ان پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں۔

(10) حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس شرح میں تمام موقوفات و معلقات کو موصولاً ذکر کرنے کا التزام کیا ہے ظاہر ہے کہ یہ کام زبردست تتبع اور نظر کا متقاضی ہے۔

واضح رہے کہ پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حافظ نے وصلِ معلقات کے سلسلے میں ایک مستقل کتاب "تغلیق التعلیق" کے نام سے بھی تصنیف کی ہے اس کتاب میں حافظ معلقات کو اپنی سند سے نقل کرتے ہیں۔

(11) بخاری شریف میں جن مصالح کے پیش نظر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کو مکرر ذکر کیا ہے ان مصالح کو واضح کرتے ہیں، نیز مکررات میں جو تغایر سنداً و متناً واقع ہوا ہے اس کو ذکر کرتے ہیں۔

(12) بعض احادیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مسنداً لا کر مختلف مصالح کے پیش نظر ان کی متابعات بھی ذکر کرتے ہیں، حافظ رحمۃ اللہ علیہ ان متابعات کو لانے کی وجوہ کو خوب واضح کرتے ہیں۔

(13) ہر "کتاب" کے آخر میں احادیثِ مسندہ مرفوعہ، معلقہ اور متابعات کی تعداد سے بحث کرتے ہیں۔

••••••

جہاں تک "ھدی الساری" کا تعلق ہے سو حقیقت یہ ہے کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی اس شرح کی امتیازی خصوصیت ایک تو ایک ہی طرز پر حدیثی مباحث کا استقصاء ہے اور دوسری سب سے بڑی خصوصیت اور وجہِ امتیاز یہ "مقدمہ" ہے جو مستقل تعارف اور علمی خدمت کا تقاضا کرتا ہے۔

یہاں ہم اس مقدمے کے مشمولات کا نہایت ہی اختصار کے ساتھ جائزہ پیش کریں گے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس "مقدمہ" کو دس فصول پر منقسم کیا ہے:۔

(1) پہلی فصل میں صحیح بخاری کے سببِ تصنیف کو تفصیل سے ذکر کیا ہے، اسی کے ذیل میں ان امور کا تذکرہ بھی ہے جو ان کے حسنِ نیت اور کتاب کی صحت واعتماد پر دال ہیں۔

(2) دوسری فصل میں صحیح بخاری کے موضوع اور اس کے مقصد کو واضح کیا ہے، اس کے ذیل میں حافظ نے صحیح بخاری کی شروط پر کلام کیا ہے اور اس کی احادیث کو دوسری کتبِ حدیث کے مقابلے میں بالعموم خاص طور پر مرفوع احادیث کے دوسرے اصح ترین مجموعہ "صحیح مسلم" کے مقابلے میں چھ وجوہ سے راجح اور اصح ثابت کیا ہے۔

اسی فصل میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کے تراجم ابواب کا اجمالاً مگر جامع طریقے سے جائزہ لیا ہے جس کو دیکھ کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبقریت اور "فقہ البخاری فی تراجمہ" کا مفہوم صحیح طور پر واضح ہوتا ہے۔

(3) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں اپنے فقہی مدارک اور قوتِ استنباط کی صلاحیت کا اظہار کیا ہے، چنانچہ اس مقصد کے تحت انہوں نے بہت سی حدیثوں کی تقطیع کر کے انہیں مختلف مقامات میں کبھی اجمالاً اور کبھی قدرے تفصیلاً نقل کیا ہے، حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے "تیسری فصل" میں امام بخاری کے اس عجیب و غریب تصرف سے پردہ اٹھایا ہے اور اس کے فوائد و مقاصد کو واضح کیا ہے۔

(4) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب درحقیقت مرفوع و مسند احادیث کے لیے مختص ہے، لیکن انہوں نے اس میں جابجا ایسی معلق روایات بھی ذکر کی ہیں جو مرفوع یا موقوف ہیں، حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے "چوتھی فصل" میں معلقات کے مقاصد کو بیان کیا ہے، نیز اس فصل میں حافظ نے امام بخاری کے اسلوب سے استنباط کر کے معلقاتِ مرفوعہ و موقوفہ کی اقسام کا بھی ذکر کیا ہے۔

اس کے علاوہ صحیح بخاری کی تمام معلقات کو اختصاراً نقل کر کے ان حضرات کی نشان دہی کی ہے جنہوں نے ان کو موصولاً نقل کیا ہے، گویا اس فصل میں حافظ ہی کی ایک ضخیم تصنیف "تغلیق التعلیق" کا خلاصہ آگیا ہے، پھر اس کے ذیل میں متابعات کو بھی اختصاراً نقل کر دیا ہے۔

(5) پانچویں فصل میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کے تمام غریب الفاظ کو جمع کر کے ان کے معانی نقل کیے ہیں اور بقدرِ ضرورت ان کی تشریح کی ہے۔

واضح رہے کہ اس فصل کی ترتیب میں انہوں نے "مادّہ" کا اعتبار کرنے کے بجائے ظاہر لفظ کی ترتیب کا اعتبار کیا ہے۔

(6) محدثین نے "رواۃِ حدیث" کے اسماء، کنی، انساب اور القاب کے صحیح ضبط کا زبردست اہتمام کیا ہے کیونکہ ان چیزوں میں قیاس و قانون اثر انداز نہ ہونے کی وجہ سے تصحیف بہت زیادہ واقع ہوتی ہے، حافظ نے "چھٹی فصل" میں صحیح بخاری میں واقع اسماء و کنی اور القاب و انساب میں سے جو "مؤتلف و مختلف" ہیں یعنی جو شکلاً اور خطاً ایک دوسرے کے مشابہ ہیں لیکن نطقاً مخالف، ان کا ضبط کیا ہے۔

اس فصل میں انہوں نے حروفِ تہجی کی ترتیب سے ان تمام ناموں کا استقصاء کیا ہے جن کی یا تو صحیح بخاری میں کوئی روایت ہے یا روایت تو نہیں لیکن کسی روایت میں ان ناموں کا ذکر ہے۔

پھر ان تمام ناموں کو دو قسموں پر منقسم کر دیا، پہلی قسم میں ان ناموں کو ذکر کیا ہے جو صحیح بخاری ہی میں مذکور ناموں کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے مشتبہ ہیں اور دوسری قسم ان ناموں کی ہے جو صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں واقع ناموں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مشتبہ ہیں۔

(7) صحیح بخاری میں امام بخاریؒ بعض اوقات کسی راوی کا صرف نام یا کنیت یا نسبت یا لقب ذکر کرتے ہیں جب کہ ان چیزوں میں دوسرے رواۃ بھی شریک ہوتے ہیں اس وجہ سے یہ متعین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس مقام پر کون سا راوی مراد ہے، ایسے مہمل اسماء کے بارے میں متقدمین میں سے امام حاکم، کلاباذی، ابن السکن اور جیانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کچھ کچھ کلام کیا ہے لیکن ناتمام۔

حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے "ساتویں فصل" میں تمام اسماء مہملہ کا استقصاء کیا ہے اور کہاں کون سا راوی مراد ہے اس کو متعین کیا ہے۔

پھر اس فصل میں انہوں نے شروع میں صرف ان اسمائے مہملہ کا تتبع کیا جو امام بخاری کے شیخ یا شیخ الشیخ ہیں، لیکن پھر آخر میں چار فصلوں کا مزید اضافہ کیا ہے جن میں صرف شیخ یا شیخ الشیخ ہی نہیں بلکہ تمام ناموں کا استقصاء کیا گیا ہے، ان میں سے پہلی فصل میں ان حضرات کا ذکر ہے جو کنیت سے مذکور اور مشہور ہیں، دوسری فصل میں ان حضرات کا ذکر ہے جو "ابن فلان" کے نام سے مذکور ہیں، تیسری فصل میں ان حضرات کا ذکر ہے جو نسبتوں کے ساتھ مذکور ہیں اور چوتھی فصل میں القاب کے ساتھ مذکور حضرات کا ذکر ہے۔

آخر میں پھر ان تمام مہملات کی تعیین "کتاب" کی ترتیب سے بھی ذکر کی ہے، مثلاً کتاب بدء الوحی میں "الحمیدی عن سفیان" سے کون سے سفیان مراد ہیں؟......

(8) امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں انتخابِ احادیث کے سلسلے میں جن شروط کا التزام کیا ہے ان کی تصریح انہوں نے کہیں نہیں کی، البتہ علماء نے کتاب میں غور کر کے ان شروط کا استخراج کیا ہے، پھر بعض علماء نے ان مزعومہ شروط کے اخلال کی بنیاد پر امام بخاری پر اعتراضات کیے ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں امام دار قطنی، ابو مسعود دمشقی اور ابو علی غسانی نے استدراکات کیے ہیں۔

"آٹھویں فصل" میں حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے ان تمام احادیث کا جائزہ لیا ہے جن کے بارے میں امام دار قطنی رحمتہ اللہ علیہ نے کلام کیا ہے اور انہیں شروطِ ملتزمہ کے خلاف قرار دیا ہے، ایسی حدیثوں کی تعداد ایک سو دس ہے۔

اس فصل میں حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے اولاً عمومی اجمالی جواب دیا ہے، پھر تمام متکلم فیہ احادیث کی چھ قسمیں کی ہیں اور ان کا مجموعی جواب تحریر کیا ہے اور پھر فرداً فرداً ایک ایک حدیث پر امام دار قطنی کا کلام نقل کر کے تمام اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس کوشش میں حافظ رحمتہ اللہ علیہ کافی حد تک کامیاب رہے ہیں، البتہ بعض مقامات ایسے بھی ہیں جن کا صحیح جواب نہیں بن سکا۔

واضح رہے کہ پیچھے ہم ابھی بتا چکے ہیں کہ ان مقامات کے علاوہ چند مقامات ایسے بھی ہیں جن پر امام دار قطنی نے تو کلام نہیں کیا البتہ بعض دوسرے ائمہ نے کلام کیا ہے، حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کا جائزہ شرح میں متعلقہ جگہوں میں لیا ہے۔

(9) صحیح بخاری میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے انتخابِ رجال میں بھی اپنی خداداد صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے تاہم علماء نے صحیح بخاری کے بعض رجال کے بارے میں بھی کلام کیا ہے۔

"نویں فصل" میں حافظ نے ان تمام متکلم فیہ رجال کا تذکرہ کیا ہے اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے عیوب اور جروح کا جائزہ لے کر اجمالی جواب تحریر کیا ہے، اس کے بعد ایک ایک راوی کو ذکر کر کے اس پر کس عالم نے کلام کیا ہے اس کو نقل کیا ہے اور پھر اس کا جواب دیا ہے اس ضمن میں یہ اہم فائدہ بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ کون سے متکلم فیہ راوی کی روایت اصلاً واحتجاجاً آئی ہے اور کس کی روایت متابعۃً واستشہاداً۔

اس تفصیل کے بعد حافظ نے اسی "نویں فصل" میں دو فصلیں مزید قائم کی ہیں، ایک میں ان متکلم فیہ رواۃ کا ذکر ہے جن سے امام بخاری نے تعلیقاً یا متابعۃً احادیث نقل کی ہیں اور دوسری فصل میں مذکورہ رواۃ پر جو طعون ہیں ان کی نوعیت کا تعین کیا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون سا راوی صالح للاحتجاج ہے اور کون سا راوی غیر صالح للاحتجاج۔

(10) دسویں فصل میں حافظ نے صحیح بخاری کی احادیث کی تعداد سے بحث کی ہے اسی فصل کے تحت صحیح بخاری کی تمام "کتب" کے درمیان ربط و مناسبت سے بحث کی ہے۔ نیز اسی فصل کے تحت صحیح بخاری میں کس صحابی سے کتنی روایتیں موصولاً و معلقاً مروی ہیں ان کو ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

آخر میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے جامع حالات پر اس فصل بلکہ پورے مقدمہ کو ختم فرمایا ہے...... جزی اللہ شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ عن الاسلام واھلہ وخاصۃ عن اھل العلم خیراً۔